ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب
در
غیر مستطیع احباب سے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱ | قادیان دار الامان ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۴

ٹرو دکٹری نوٹس

ناظرین و سرپرستان الحکم کو سال نو مبارک ہو (آمین)

اس نمبر سے الحکم کی چودھویں جلد کا آغاز ہوتا ہے اور ظاہر امر ہے کہ ۱۴ کے عدد کو الحکم کے شروع اور مقاصد کے ساتھ ایک تعلق ہے چودھویں صدی ...ت اور مفید ہونے کا رب کو اعتراف ہے۔ ...یں اگر تفاول کے طور پر الحکم کی چودھویں جلد کے ...پر اللہ تعالیٰ کے خاص برکات و عنایات کی امید ...ں تو یہ غیر مناسب نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ...ویں جلد کا آغاز اور خاتمہ مشکلات میں ہوا ہو ...ہی فضل و برکت کا وہی مالک ہے اور ان مع العسر یسرا اسکا وعدہ ہے۔

...ے الحکم جاری ہوا ہے۔ ہمیشہ دسمبر کے اخیری ہفتہ تعطیل کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ سالانہ جلسہ انہیں ایام میں ہوا کرتا ہے۔ مگر اس سال بعض وجوہات اور اسباب کی بنا پر جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سالانہ جلسہ آواخر مارچ پر منتقل ہوا اسلیئے سالانہ تعطیل کے لیئے سال کا پہلا ہفتہ تجویز ہوا اسلئے پہلا نمبر ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء سے شروع ہوتا ہے اور اس خیال سے کہ دسمبر کے آخری ہفتہ کے عام واقعات اور حالات سے ناظرین واقف ہو سکیں معمولی حجم سے زیادہ صفحوں پر شائع کیا گیا ہے۔

سال رواں کیساتھ الحکم کی ترتیب مضامین میں خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ایک خاص تبدیلی کر دی گئی ہے جو الحکم کو زیادہ دلچسپ زیادہ مفید بنانے کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی تو ناظرین انشاء اللہ **تلافی مافات** دیکھیں گے وباللہ التوفیق۔

معاونین و سرپرستانِ الحکم کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے گذشتہ سال میں الحکم کے بعض نقائص ترتیب و اشاعت کے باوجود اسکی سرپرستی اور اعانت کو اپنا فرض سمجھا اور عملی طور پر ثابت کر دیا کہ وہ الحکم کے ہیں اور الحکم **اُن کا ہے** میں ایسے متعدد اور معین سرپرستوں کے وجود پر جائز فخر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ الحکم کو یہ فخر ہمیشہ حاصل رہے (آمین)

سنہ ۱۹۱۰ء پر میرا سالانہ آرٹیکل اسی نمبر میں دیا گیا ہے۔ جو امید ہے ناظرین الحکم کی خاص دلچسپی کا موجب ہوگا۔

نیا سال نئی امیدوں کیساتھ شروع ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے پہلو کے مضغہ گوشت (دل) میں بہت سی امیدیں رکھتا ہوں اُن کا پورا ہونا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لیئے اس سے دعا ہے کہ نیکی اور بھلائی کے فرشتے میری مدد کریں۔

ہندو اور انارکزم

یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے کہ جسقدر مقدمات بغاوت کے ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ ہندو صاحبان پر ہوئے ہیں اور نہ یہ امر ہی ہمارے لیئے مسرت کا موجب ہے کہ **انارکزم** کے کرتوت بھی انہیں صاحبان کی طرف سے عمل میں آئے۔ اسلیئے کہ ہم تو ہندو مسلمان دونو کے خواہ ہیں اور ہمارا اخلاقی فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ان کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کریں یہ بالکل سچ اور امر واقعہ ہے کہ ہمارے ہندو دوست ہمیں محض مسلمان ہونے کے جرم میں ہر قسم کی سزا اور تکلیف دینے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہونے چاہئیں کہ ہم اپنے اخلاق کو تباہ کر لیں ہمارا فرض ہے کہ اس پر بھی انہیں انکی غلطی سے آگاہ کریں۔

آریہ سماج اس تفرقہ کا بانی ہے جو ہندو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ اور اسکی بنا ان گالیوں اور توہین سے بھری ہوئی تقریروں اور تحریروں کے لٹریچر پر ہے جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور مقدس رہنماؤں کے خلاف **آریہ سماج** نے شائع کیں اور پھر رفتہ رفتہ یہ **خلیج نفاق** وسیع ہوتی گئی اور ہو رہی ہے اختلاف مذہب نے ملکی معاملات کی شکل اختیار کر لی **آریہ سماج** کے ایک معزز ڈیپوٹیشن کو صوبہ پنجاب کے ذمہ دار حکمران نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ان کے پاس تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹ سے یہی پہونچا ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج ہے وہاں ہی شورش ہے اب ہندو صاحبان کا ایک وفد یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو نوروز کے دن لاٹ صاحب پنجاب کے پاس پہنچا ہے لاٹ صاحب نے صاف اور کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ باغیانہ رسالوں اور کتابوں کے مصنف اکثر ہندو ہی ہیں اور جن لوگوں نے خوفناک جرائم کئے ہیں یا جو بغاوت میں سزایاب ہوئے ہیں اکثر ہندو جماعت کے ممبر ہیں" ان واقعات کو جو روز روشن کی طرح عیان ہیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور ہندو قوم کے دامن پر یہ سخت دھبہ ہے انارکی کے خوفناک جرائم کا ارتکاب پنجاب میں شروع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ **انبالہ** کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر ایک **بمب** کے پائے جانے سے ثابت ہوا ہے اس خطرناک **سپرٹ** کا روک دینا اور اس **بمب بازی** کے جراثیم کو پنجاب میں نہ پھیلنے دینا اہل پنجاب خصوصاً ہندو صاحبان کا فرض ہے اور اسکی ایک ہی صورت ہے کہ ایسے شریر اور خبیث باطن لوگوں کے حالات سے اطلاع پاتے ہی انہیں حوالہ سرکار کرا دیا جاوے اور کسی قسم کی اعانت انکی نہ کی جاوے اور جیسا کہ لاٹ صاحب نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا ہے جب تک ایسے لوگوں کے لئے خطرناک سزائیں نہ دی جائیں گی انکا انسداد بظاہر مشکل ہے۔

میں یہ ماننے کے لیئے تیار نہیں کہ ایسے لوگوں کا علم نہ ہو سکے علم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے مگر

یکے وزد باشد دگر پردہ دار

کے مقولہ پر عمل کیا جاتا ہے ہندو صاحبان پولیس اور مسلمانوں کو بدنام کرنیکی مذموم پولیسی کو ترک کر دیں اور اپنے گھر کی اصلاح کریں اور جیسا کہ ہز آنر نے فرمایا ہے متفق ہو کر عملی ثبوت دیں۔

مجھے اسی ضمن میں یہ بھی کہدینا چاہیئے کہ لالہ لاجپت رائے نے واقعات کی موجودگی میں یہ کیونکر کہدیا۔ کہ پنجاب کی دھرتی میں انارکزم کا بیج جا گزین نہیں اور نہ کبھی ہوگا"! انبالہ کا واقعہ کیا لالہ صاحب کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا یا انبالہ پنجاب کی دھرتی میں نہیں ہے۔ لالہ لاجپت رائے کا فرض یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس قوم میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتے کہ اہل پنجاب ایسے واقعات کے ذرا سے شبہ اور شک پر ہی ایسے لوگوں کو عبرتناک سزائیں دلانے کے لیئے طیار رہیں گے اور انکی گرفتاری میں مدد دیں گے مگر انہوں نے انکار کیا ہے۔ کہ پنجاب میں ایسے جراثیم گویا موجود ہی نہیں اب بھی ہندو صاحبان ایسے لوگوں کی گرفتاریوں میں مدد دیں اور گورنمنٹ کو ایسے خطرناک آدمیوں کا پتہ دینے میں سہولتیں پیدا کریں۔ تو یہ بلائیں ملک سے رفع ہو سکتی ہیں میری دانست میں **مدبّران ملک** کے لئے اسوقت

اہم سوال

یہی ہونا چاہیئے کہ بغاوت اور بدامنی کے خیالات اور انکی تائید میں انارکزم کے عملی طریقوں کو بالکل تباہ کر دیا جاوے جب تک اسکے خلاف اہل ملک کی متفقہ کوشش زبردست جنگ نہ کریگی۔ یہ بڑھتی رہے گی بالآخر میں امید کرتا ہوں۔ کہ تعلیم یافتہ احباب اور ہندو لیڈر لاٹ صاحب کی تقریر پر غور کر کے اسکو عملی رنگ میں زیر عمل لانیکی کوشش کرینگے اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر غداری کے ناپاک بیج کو ضائع کرینگے۔ اب وہ ایڈریس اور تقریر درج کرتا ہوں۔

" عالی جاہا ہم ممبران ڈیپوٹیشن جس میں اس صوبہ کے ہر قسم کے ہندوؤں کے قائم مقام شریک ہیں اس نئے سال کے پہلے دن اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند مرحومہ کے اس ملک کی عنان حکومت لینے کے سالگرہ کے سعید دن اس استدعا اور اس خواہش کیساتھ حاضر ہونے کے لیئے ملتجی ہیں۔ کہ ہمارے نیکدل خیرخواہ ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی عمر دراز ہو۔

" ہم حضور والا کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اور دیگر صوبوں کے ہندو تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور ہم مسٹر جیکسن کے پر شرارت اور بزدلانہ فعل سے اظہار نفرت کرتے ہیں اسی طرح ہم اس قسم کے دیگر جرائم سے نفرت کرتے ہیں جنکے باعث ہندوستانیوں کی نیک نامی کو داغ لگاتے ہیں ہم انارکزم کے اصولوں کی بنا ان فعلوں اور جرائم سے موجب ہوئے بڑے غصّہ کے ساتھ روگشی کا اظہار کرتے ہیں یہ مشہور امر ہے کہ ہندو ہر زمانہ میں جان کی رکھشا کرنے والے اور کشت و خون سے خوف و نفرت کرنے والے اور

اپنے فرمانروا کے مطیع و منقاد وفادار رہے ہیں اور یہ کہ ان کا مذہب ایسے قابل نفرت اصول کی اشاعت سے باز رکھتا ہے۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت مدت دراز تک رہے گی۔ اور یہ کہ چند دیوانہ لوگوں کی کمزور کوششیں اسے کبھی بھی برانداز نہیں کر سکتیں۔

"ہمیں امید ہے کہ حضور والا کو قابل باانصاف اور ہمدردانہ حکومت میں پنجاب صنعتی اور اقتصادی خوشحالی کے میدان میں قدم رکھے گا اور یہ کہ ان اصطلاحات سے جو گورنمنٹ نے ایسی روشن خیالی کے ساتھ عطا کی ہیں یہ صوبہ کی پولیٹکل طور پر بھی ترقی کرے گا اور یہ کہ جدید کونسلوں کے قواعد و ضوابط میں ایسی ترمیم ہونے سے جو ہندوؤں کے مطالبات کی پوری کرنیوالی ہو عام اطمینان پیدا ہو جائے گا۔ تمہ پر ہم ہندو حضور والا سے عرض پرداز ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر ہمارے خیالات کو ہمارے نیکدل فرمانروا ملک معظم تک پہونچا دیں"۔

لفٹنٹ گورنر پنجاب کا جواب

ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اس ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ :-

"مہاراجہ بہادر اور جنٹلمینو۔ میں اپنے سامنے ہندو قوم کا ایک ایسا ڈیپوٹیشن دیکھکر جس میں ہر فرقہ کے ہندوؤں کے بارسوخ اور معزز قایم مقام شامل ہیں۔ دیکھکر پورا خوش ہوا مجھے یہ بھی خوشی ہے۔ کہ آج اس یوم اعلان کے دن آپ لوگوں نے تاج برطانیہ کی وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ جسے میں ہز میجسٹی ملک معظم تک مناسب ذرائع سے [illegible] دونگا۔ میں اس خوف و نفرت کے اظہار پر آپ [illegible] مبارکباد دیتا ہوں جو آپنے ان قاتلانہ حرکات و جنون کے خلاف کیا ہے جن کے مرتکب اس ملک کے پولیٹکل خیال کے دیوانے لوگ ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی باتوں سے آپکے سچے جذبات چمک رہے ہیں۔ لیکن میں خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا اگر سوسائٹیں سے یہ عرض دور کیا جائے تو آجکل باتوں سے کچھ زیادہ کی اشد ضرورت ہے فرداً فرداً تو لوگوں نے شریفانہ بہادری کا اظہار کیا ہے چنانچہ جب سر اینڈریو فریزر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا تو ہمارے مہاراجہ ادھیراج نے اپنے آپکو خطرہ میں ڈالدیا۔ اسی طرح سر کرزن وائلی کی جان بچانے کی کوشش میں ڈاکٹر لال کاکا نے اپنی جان نذر کر دی جب مسٹر جیکسن کو قتل کیا گیا تو بھی آس پاس والوں نے کچھ مدد کی لیکن اس ملک کے وفادار اور پابند قانون لوگوں نے عام طور پر ہیچ طریقہ میں ایسے جرم سے نفرت اور خوف کرنے کے لیئے کچھ بھی نہیں کیا۔ عام لوگوں نے اس دیوانے کے پکڑنے کے لیئے کوئی کوشش نہیں کی جس نے ہمارے وایسرائے اور ان کی لیڈی صاحبہ کی جان لینے کے لیئے حملہ کیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ ایسے واقعات میں شہادت بھی نہ پہونچ سکے حالانکہ بہت سے لوگ اس بارہ میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ خود اس صوبہ میں علانیہ اور خفیہ باغیانہ تحریریں شائع کرنیوالے اخبارات اور کتابیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ اور اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ ان مضامین کے پڑھنے سے نفرت نہیں کرتا جو ان میں شائع کئے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بہت سے لوگ انکو محض اشتیاق کے طور پر پڑھتے ہیں۔ یا اس اصلی خوشی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ معاملات کے دونو پہلو پر غور کر سکیں لیکن دیگر حالتوں میں اور ان حالتوں میں جبکہ پڑھے پختہ تجربہ اور رائے کے لوگ نہیں ہوتے۔ تو لکھنے والوں کی دھوکہ دینے والی زہریلی تحریریں ایک جوش پیدا کرتی اور برے نتایج کا ظہور کرنے والے ثابت ہوتے ہیں میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے اس حصہ میں ان کتابوں اور اخبارات کے زیادہ تر لکھنے والے ہندو ہی ہیں اسی طرح جن لوگوں نے قاتلانہ اور خوف انگیز جرائم کئے ہیں یا جنکو جرم بغاوت میں سزائیں ملی ہیں وہ ہندو ہی قوم کے افراد ہیں۔ اسلیئے اے جنٹلمینو! میرے نزدیک ہندو قوم کے ایسے باثر لوگوں کا جیسے کہ آپ ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اثر سے گورنمنٹ کی مدد کریں۔ تاکہ اس مجرمانہ سازش کا خاتمہ کیا جائے۔ جو اگرچہ دراصل مدعا کے اعتبار سے تو انارکسٹانہ ہے مگر پولیٹیکل سوسائٹیوں اور انجمنوں کا لباس انارکسٹانہ تعلیمات کے چھپانیکے لیئے پہنے ہوئے ہیں ہندوستان کی پولیٹیکل زندگی میں میرے خیال سے یہ سب ان اور سب سے زیادہ قابل توجہ سوال ہے۔ اور جب اس سازش کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب اور ہاں تب ہی پولیٹیکل خیالات اور خواہشات کا ایک زیادہ سچی اور زیادہ مسکن روشنی میں لحاظ کیا جائے گا مجھے بھروسہ ہے کہ گورنمنٹ کو آپکی عملی مدد اور نیز آپ کی نیک خواہشوں کی ضرورت ہوگی کیونکہ صرف خواہشوں ہی سے کوئی کام نہیں چلتا اور جو باتیں کہ عمل سے خالی ہوں وہ غداروں کی ہمت کو بڑھاتی ہیں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ باتیں بنانیوالے ہمارے ساتھ ان سے شریک ہیں۔ یہ حال ان لوگوں کا ہے جو ہمارے ساتھ تو نہیں ہیں مگر برخلاف ضرور ہیں اور لوگوں کے حقیقی لیڈروں کے لیئے اب وقت ہے کہ وہ اس فریق کی طرفداری کریں۔ جن کیساتھ انکی قسمت وابستہ ہے تاکہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہم کس مقام پر ہیں اور یہ کہ ہم اپنے دشمنوں اور دوستوں میں تمیز کر سکیں۔

میں آپ لوگوں کے سامنے وزابیبا کی کیساتھ اظہار رائے کرتا ہوں کیونکہ چکنے چپڑے الفاظ سے اور ایمان واعتقاد سے متعلق بے لطف باتوں کے اظہار سے کوئی مدد نہیں ملتی باوجودیکہ گورنمنٹ ہند نے اس ملک کے لوگوں کو سیلف گورنمنٹ عطا کئے جانے سے متعلق جملہ خواہشوں کو جن سے مجھے دلی ہمدردی ہے۔ پورا کرنیکے سب کچھ کیا مگر یہ خرابی ابھی تک دور نہیں ہوئی ہے۔

ابھی چند ہی سال گذرے کہ یہ مرض اس صوبہ میں داخل ہوا تھا۔ اور سب کو امید تھی کہ یہ پھیلنے نہیں پائیگا۔ مگر ایک ہنڈی جس میں ایک بمب بند تھا اور جس کے اوپر مسٹر ساٹمس ڈپٹی کمشنر انبالہ کا پتہ لکھا ہوا تھا وہ ان کے بنگلے کے پھاٹک پر رکھدیا گیا جیسے کہ احمد آباد میں شریر النفس قاتل وائسرائے اور ان کی لیڈی کو نشانہ بنانے میں ناکام رہا اور یہ کہ اسکے کرتوت سے صرف وہ ہندوستانی سخت زخمی ہوا جس نے اسے سب سے اول اٹھایا۔ اسی طرح انبالہ میں بھی ہوا گورنمنٹ اس مسلسل حملوں کو کب تک برداشت کرتی رہے گی جو یہ دیوانے حکام پر کرتے ہیں اور یہ کہ وہ حکام کے لیئے اسی قسم کا حفاظت کا بندوبست نہ کریگی جیسی کہ ایسے دیوانے قاتلوں کے مقابلہ میں صوبہ سرحدی میں کیجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس سے لوگوں کو بہت کچھ تعجب ہوگا۔ صبر بذات خود ایک بڑی اچھی صفت ہے۔ لیکن اس کی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے۔ اور اے جنٹلمینو! آپکا فرض ہے کہ آپ ایسا انتظام کریں اس انتہا کے پورے ہونے سے پیشتر ہی یہ خرابی معدوم ہو جائے اور یہ بلا الٹ جائے۔ تاکہ کانسٹیٹیوشن ارتقا اور باقاعدہ گورنمنٹ کی ترقی یکایک نہ توڑ کیجائے اور نہ پیچھے پڑ جائے۔

آج سال کا پہلا دن ہے اور آپکی نیک خواہشوں کا شکریہ ادا کرتے وقت جو میں تہہ دل سے ادا کرتا ہوں میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ سال نہ صرف مادی خوشحالی اور بہتایت کا سال ہی ثابت ہو جس کی ہمیں توقع ہے بلکہ امن اور اطمینان کا سال بھی ہو اور اگر آپ اپنا فرض ادا کریں اور انسانوں کا ساہی برتاؤ کریں تو یہ سال اسی قسم کا ہوگا +

کانفرنسوں پر ریمارک

(نمبر اول)

یہ مشہور بات ہے کہ ماہ دسمبر کا آخری ہفتہ ایک خاص قسم کی سیاحت اور ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ ہوتا ہے مختلف کانفرنسیں اور کانگریسیں ہوتی ہیں اور زیادہ تر نیشنل کانگریس کا ضمیمہ ہوتی ہیں اور اس مرتبہ کانگریس کا اجلاس لاہور میں تھا۔ اسلیئے وہ کانفرنسیں بھی لاہور ہی میں منعقد ہوئیں ان اسباب کے ماتحت لاہور میں اس دفعہ غیرمعمولی رونق تھی اور جس کو نمائش نے اور بھی دلچسپ بنا دیا تھا۔ ان کانفرنسوں کی روئداد ہر چند ہمارے ناظرین کی آگاہی کیلئے پوری چھپ جانی مناسب ہے مگر الحکم اپنے صفحات میں اسقدر گنجایش نہیں پاتا کہ وہ تفصیلی چھوڑ اجمالی روئداد بھی درج کر سکے اسلیئے وہ حتی الوسع اس حصہ کو درج کرنا ضروری سمجھے گا جو کسی نہ کسی جہت سے ہمارے مقاصد کے لیئے مفید اور محرک ہو سکتی ہے یا جس پر اسے کسی تنقید کی ضرورت ہے۔

ان کانفرنسوں کا مقصد عام

ان تمام کانفرنسوں کا عام مقصد جو بطور قدر مشترک بیان کیا جاتا ہے وہ مادی ترقی ہے مادی ترقی کی جو زبردست لہر ملک میں جاری ہے اور ہر طرف سے اس کے لیئے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس زمانہ کے مادہ پرست ہونیکے لیئے زبردست دلیل ہیں ایسی حالت میں ایک غور کرنے والے دل کے لیئے یہ بات سمجھ میں آجانا بہت ہی آسان ہے۔ کہ یہ وہ موعود زمانہ ہو سکتا ہے جس کے لیئے نبیوں نے پیشگوئی کی تھی اور یہ تجارتی ترقی کا زمانہ بزبان حال ہمیں بتا رہا ہے کہ اسی وقت مہدی اور مسیح کی ضرورت تھی جو اپنے وقت پر آیا اور خدا تعالے کے اذن کے ماتحت مبعوث ہوا مادی ترقی کی اس زبردست لہر میں بہتے جاتے ہوئے لوگوں کو خدا کی طرف بلانا آسان امر نہ تھا۔ مگر بلانیوالے نے بلایا اور بہتوں نے اسکی آواز کو سنا۔

بہرحال ان کانفرنسوں کی غرض دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں ہیں۔ ان کانفرنسوں میں سے نیشنل کانگریس پر کسی قدر وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے اسلیئے میں اسے سردست چھوڑ کر اسکی ضمیمہ کانفرنسوں پر نظر کرتا ہوں۔

سوشل کانفرنس

سوشل کانفرنس کا اجلاس ۳۱ - دسمبر ۱۹۰۹ء کو لاہور کے بریڈلا ہال میں ہوا۔ ایک مشہور دہریہ کی یادگار کا قائم کرنا ملک کی گری ہوئی روحانی حالت کا ادنی کرشمہ ہے اس اجلاس کے پریسیڈنٹ ٹکا صاحب نابھ تھے اگرچہ اس کانفرنس کا نام سوشل کانفرنس ہے مگر جیسے نیشنل کانگریس دراصل نیشنل کانگریس نہیں بلکہ ہندو کانگریس ہے اسی طرح یہ کانفرنس بھی ہندو سوشل کانفرنس ہے۔ ٹکا صاحب کی تقریر صدارت پر لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے تنگدلی کا اظہار کیا ہے اسلیئے کہ انہوں نے آریہ سماج کے سوشل کام کا ذکر نہیں کیا جس سوشل کانفرنس کے پریذیڈنٹ کی تقریر کے متعلق آریہ اخبار کی یہ رائے ہو اسے سوشل اصلاح کا ذریعہ تعین کرنا شاید محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں بہ حیثیت ایک مسلمان ہونے کے یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ ہر قسم کی اصلاح سچے مذہب کے اصولوں کے ماتحت ہو سکتی ہے۔ اور مذہب سے الگ رہ کر کبھی انسان حقیقی اصلاح کو پا نہیں سکتا بہرحال ہندو قوم کا سوشل اصلاح کے میدان میں قدم آگے بڑھانا انکی مادی ترقی کا ایک ذریعہ ہو سکے تو ممکن ہے مگر دوسری قومیں اس سے غالباً فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہیں اور مسلمان تو علی الخصوص اسلیئے کہ کانفرنس مذکورہ نے تیسرا ریزولیوشن یہ پاس کیا ہے۔

اس کانفرنس کو یقین ہے کہ عورتوں کا چاردیواری اور پردہ میں رہنا سخت مضر ہے اور یہ کانفرنس مجلسی اصلاح کے مربیّوں سے درخواست کرتی ہے کہ اس بری رسم کے خلاف لوگوں میں رائے قائم کرنیکے لئے حتی الامکان کوشش کریں۔"

سوشل کانفرنس کے نکتہ خیال سے تمام مجلسی اصلاح کا مدار پردہ دری کے اجرا پر ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ قطع نظر مذہبی

نکتہ نگاہ کے اگر صرف عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور کھلے بندوں تھیئیٹروں اور کلبوں میں جانا ہی اصلاح کا باعث ہو سکتا ہے تو بہر انارکلی کی تمام رنڈیوں کے وجود پر سوشل کانفرنس کو فخر کرنا چاہئے اور اگر یہ نظیر انہیں ناپسند ہو تو پھر میں یہ کہونگا کہ افریقہ کی جسقدر وحشی اقوام پردہ کے حدود اور قیود سے مبرا ہیں انہوں نے کونسی مجلسی ترقی کی دور جانے کی بات نہیں ہندوستان ہی میں ہندوستان کی اصلی قومیں گونڈ بھیل اور دوسری خانہ بدوش اقوام میں کیا ترقی ہوئی ہے پھر خانہ بدوش اقوام کو چھوڑ کر دوسری قومیں جو پردہ کی پابند نہیں ہیں انہوں نے مجلسی ترقی کیا کر لی ہے۔

پس پردہ کے خلاف آواز اٹھانا یہ صرف بریڈ لا ہال کے کمرہ تک ہی محدود ہے خود سوشل کانفرنس کے محرک اور سپیکر بھی ذاتاً پردہ کے خلاف عملی رنگ میں نہیں ہو سکتے غرض سوشل کانفرنس اس ریزولیوشن کی تعمیل اور تعمیم سے کسی اچھے نتیجے کی امیدوار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بد اخلاقی اور ان جرائم کی کثرت کا باعث ہوگی جو بے پردگی سے پیدا ہوتے ہیں۔

کانفرنس کے دوسرے ریزولیوشنوں میں سے قیود ذات کو توڑنا اور مختلف ذاتوں میں اتحاد قائم کرنا اور انکے درمیان بیاہ شادی کا رواج دینا بھی ہے۔ ذاتی قیود کو توڑنا اور باہم شادی بیاہ کرنا سوشل ترقی کے لیے مفید ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسلیئے کہ یہ وہ راہ ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔ جہاں وہ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

کہکر شرافت اور تکریم کا معیار تقویٰ بتاتا ہے اگر ملک میں تقویٰ اور طہارت کا رواج ہو جاوے تو سب سے بڑی اصلاح کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ تھوڑی دیر کے لیئے یہ باتیں دلچسپ یا بظاہر خوشنما ہوں تو ہوں مگر اپنے ساتھ مفید اثر نہیں رکھہ سکتیں ہیں بہرحال یہ مفید راہ ہے۔ مگر کیا ہمارے ہندو بھائی اپنے اس وسیع دسترخوان پر مسلمانوں کو بھی مدعو کر سکتے ہیں کہ وہ انکو اپنے بھائی سمجھکر اور مذہبی اختلاف کو کوئی شئے نہ جانکر انکے ہاں بھی رشتہ کرنیکے لیۓ طیار ہوں اگر ہندو صاحبان نے یہ عملی رنگ اختیار کیا تو سوشل کانفرنس کی کامیابی کا شاید یہ پہلا ذریعہ ہو۔

چڑ اسنے کے خیال سے شاید پرجوش ہندو اخبار نویس کہدیں کہ مسلمان بھی ایسا کریں تو انکی خدمت میں یہ عرض کرنا شاید نامناسب نہیں کہ اہل کتاب کی لڑکیاں لینے کی تو ہمیں اجازت اور قرآنی حکم ہے۔ دینے کی مذہبی مخالفت ہے۔ اور اسکی تہ میں ایک پر امن فلسفہ ہے اسلیئے ایسا سوال انہیں پیش کرنا نہیں چاہیئے۔ علاوہ بریں وہ مدعیان اصلاح ہو کر عملی نمونہ پیش کریں انکی غرض اور مقصود اصلاح ہے۔ نہ کہ عوض معاوضہ گانہ نذار دیر عمل کرنا۔

سوشل کانفرنس نے بیوگان کی شادی کے متعلق بھی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جو بہت مبارک چیز ہے مگر انہوں نے نیوگ کا کہیں اس میں ذکر نہیں کیا۔

میں اس اعتراض کے پیش کرنیکا اسلیئے حق رکھتا ہوں کہ جب شادی کے عمر کے سوال پر کانفرنس میں مباحثہ ہوا تو شاستر کے حکم کا بھی حوالہ دیا گیا۔ پھر جبکہ نیوگ بھی ایک مذہبی مسئلہ ہے (آریہ صاحبان کا) تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ریزولیوشن کی ترمیم آریہ مہاشوں نے نہ کرائی کہ اسکے ساتھہ نیوگ کی ترویج کا ریزولیوشن بھی پاس ہو پھر ناچ کے متعلق بھی کانفرنس نے اطمینان ظاہر کیا کہ اسکی مخالفت میں تحریک ہو رہی ہے یہ بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے ناچ ودیا کا سیکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں نے جبکہ یہ عمر کے سوال کو پر زور طاقت سے قائم رہنے دیا تو اس ضروری مسئلہ کو کیوں انہوں نے نظرانداز کر دیا چاہیئے تھا کہ ناچ کی تحریک کے خلاف اطمینان ظاہر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار بھی کر دیا جاتا کہ سوامی دیانند جی مہاراج کے ارشاد کے ماتحت گان ودیا اور اسکے متعلقات کی تعلیم بھی دی جاوے۔

یہ ممکن ہے کہ سماجی بزرگ میری اس تنقید پر ناراض ہوں مگر میں ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ اسلیئے کہ میںنے تو محض اس نکتہ نظر سے نکتہ چینی کی ہے جس سے سوشل کانفرنس کو بھی دیکھنا چاہیئے۔

ہندو زنانہ کانفرنس

اس کانفرنس کا نام اخبارات میں بہارت کی دیویوں کی کانفرنس ظاہر کیا گیا ہے لاہور میں دو معزز اور تعلیم یافتہ خاتونیں آگئی ہیں ایک شرلا دیوی چودہرانی بی۔اے دوسری جنابائی بی۔اے ایسی قابل عورتوں کی موجودگی میں کوئی کانفرنس نہ ہوتی تو تعجب خیز امر تہا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ دونوں لیڈیوں کے ممتاز شوہر ہندو قوم کے لیڈر ہوں۔ اس کانفرنس کی روئداد لکھتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تقریباً .. ۵ عورتیں موجود تھیں۔ جن میں ایک بھی مسلمان نہ تھی پھر کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کے متعلق اگر کوئی افسوسناک امر ہے تو وہ مسلمان بہنوں کی علیحدگی ہے حالانکہ اس کانفرنس میں لاٹ صاحب پنجاب کی بیگم صاحبہ تشریف لائیں اور پردہ کا بھی پورا انتظام تہا لیکن کوئی مسلمان لیڈی نہ آئی"

مسلمان عورتوں کے شامل نہ ہونے کا سوال اس مقام پر معلوم نہیں ہمارے دوستوں کے دل میں کیوں پیدا ہوا۔ سوشل کانفرنس کے متعلق تو یہ سوال اور بحث نہ چھڑی۔ بہرحال یہ سوال کہ مسلمان عورتوں نے اچھا کیا یا برا کیا جو اس مجلس میں شامل نہ ہوئیں۔ ایک علیحدہ سوال ہے جو اسوقت زیر بحث نہیں

مگر قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ مسز لادیوی چودہرانی صاحبہ جنہوں نے سوشل کانفرنس میں بقول اخبار پرکاش ہارمونیم پر ایک بھجن گا کر حاضرین کو محظوظ کیا تہا) نے سوشل کانفرنس کے اجلاس میں پردہ کی مخالفت کا عملی ثبوت اور ریزولیوشن کے پاس ہونے کا علم رکہا بھی اس کانفرنس میں پردہ کا کیوں انتظام ہونے دیا - یہ جلسہ تو کہلے بندوں ہونا چاہئے تہا۔ تاکہ عملی روح پہونکی جاتی جبکہ پردہ کی عظمت فطرت ظاہر کر رہی ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا سوشل کانفرنس کیوں اسکی مخالفت کرتی ہے؟ یہ بحث میرے ہندو دوستوں کو نہیں کرنی چاہئے کہ دیویوں کا اجلاس پہلے ہوا یا بعد میں اسلئے کہ اس جلسہ کی روح رواں لیڈیاں بہر حال پردہ کی مخالف ہیں پہر انکے اہتمام میں ہونے والے جلسہ میں پردہ کا ہونا یا تو ایک فرضی خیال ہے۔ یا پردہ کی مخالفت نری لفاظی ہے۔ بہر حال جبکہ عملی حالت ایسی کمزور ہو تو ایک مسلمان یا ہندو لیڈی کیونکر یقین کر سکتی ہے ایک پردہ کی موید ہے دوسری پردہ دری کی خواہشمند۔

چودہرانی کی تقریر قابل قدر ہے اور ان کے یہ الفاظ کہ "عورت ہی قوم کی ماں اور معلمہ ہے" قابل غور ہیں۔ بہر حال لاہور میں کانگریس کے ساتھ زنانہ کانفرنس کی ایزاد نئی بات ہے۔

اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

سوامی درشنانند صاحب نے ۸ - جنوری ۱۹۱۰ء کے رشی دیانند میں احمدی قوم اور اسکے واجب الاحترام امام مغفور پر نہایت شوخی سے حملہ کیا ہے۔ میرے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اعلے قرآن کریم پر جو لیکچر گجرات میں دیا ہے اسپر ریمارک کرتے ہوئے رشی دیانند لکھتا ہے۔ کہ اگر احمدی لوگ شانتی سے پرچار کریں تو آریہ اور مسلمانوں میں اختلاف بہت ہی کم ہو اس جھگڑے کی جڑھ مرزا غلام احمد ہیں کہ جنہوں نے خواہ مخواہ ہندوؤں اور آریوں کو آزردہ کیا کہیں پر یہ احمدی باوا نانک کو مسلمان بتلا دیتے ہیں جس سے جھگڑے کا احتمال ہوتا ہے۔ ہم احمدی فرقہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جسکو لیاقت ہو وہ پک دہرم سے تحریری مباحثہ کرے"

سوامی درشنانند کی اس بہیگم تحریر کا جواب اگر صاف الفاظ میں دیا جاوے تو وہ فعل ورآتش ہوگا کیا وہ نہیں جانتا کہ آریوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہر مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری کی ہے جسکا اعتراف آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی کانفرنس میں کر لیا ہے۔ اب وہ اپنی بدزبانی اور شوخی کو دوسرے کے سر تہوپنا چاہتے ہیں اس قسم کی کارستانیوں سے شرم کرنی چاہئے۔ تمام مذہبی دنیا کی دل آزاری کا بانی مبانی رشی دیانند جس نے ستیارتھ پرکاش میں تمام راستبازوں پر حملے کئے حضرت امام مغفور نے تو جو کچھ لکہا نہایت متانت اور نرمی کیساتھ دفاعی رنگ میں لکہا۔ ابتدا تو دیانند نے کی تہی پہر اسپر جو عمارت آریوں نے بنا لی ہے۔ اسکے ذکر سے درشنانند خود بہی واقف ہے ہم نے تو پیغام صلح دیا اور خواجہ صاحب کے لیکچروں نے تو پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں مصالحت کی بنیاد رکھدی اسکو سننے کے بغیر اسپر رائے زنی کرنا درشنانند ہی کا کام ہے۔

پہر اپنی اس تحریر میں درشنانند نے ایک اور شرارت کی ہے کہ سکہوں کو خواہ مخواہ مسلمانوں کے خلاف بہڑکانے کی کوشش کی ہے کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان کہتے ہیں ہم بڑی جرات سے اور دلیری سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں اور باوا صاحب کو ایک راستباز اور خدا تعالےٰ کا ایک مخلص بندہ یقین کرتے ہیں مگر درشنانند جی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ستیارتھ پرکاش میں باوا دیانند نے باوا صاحب کی کسقدر توہین کی ہے۔ اگر اسے معلوم نہیں تو میں انہیں وہ نہایت شرمناک اور دل آزار الفاظ ستیارتھ پرکاش میں دکہا سکتا ہوں اور سکہ خوب جانتے ہیں کہ باوا صاحب کی توہین کرنیوالے آریہ ہیں یا کون بات تب تہی اگر درشنانند صاف طور پر لکھدیتا کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے باوا صاحب کی توہین کرنے میں جہوٹ بولا ہے۔ پہر درشنانند جی مباحثہ کی بہی درخواست کرتے ہیں۔ جبکہ آجتک انہیں ان زبردست کتابوں کے جواب لکہنے کی توفیق نہیں ملی۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لکہی گئی ہیں۔ تو اب کسی جدید مباحثہ میں وہ کیا کرینگے۔ علاوہ بریں کیا انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک خادم میر قاسم علی احمدی کیساتھ اوہت ماٹا دیانند مت کہنڈن دہلی میں مباحثہ کر کے نہیں دیکہہ لیا کہ کس طرح پر آکی قابلیت کا راز کہل گیا تہا بہر حال رشی دیانند کا ایڈیٹر سوامی درشنانند احمدیوں کی مخالفت کو چہوڑ کر اپنے گہر کی اصلاح کرے جہاں جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔

ایک احمدی راجپوت کی قابل تعریف ہمت

رسم و رواج کے بندہن اور زنجیروں سے نکل آنا بہی بڑی بات ہے۔ الحکم کے انہیں کالموں میں گزرے سال ایک نوجوان احمدی راجپوت چودہری غلام قادر خان صاحب ساکن لنگڑوعہ کی اخلاقی جرات کا تذکرہ کیا گیا تہا جو محض شریعت کی پاسداری کی وجہ سے اپنے نکاح سے محروم کر دیا گیا تہا اور اسنے شادی نہ کرنیکو شریعت کی خلاف ورزی پر ترجیح دی تہی۔ اسکے بعد اک عرصہ تک اسکا معاملہ زیر تجویز رہا۔ اور خیال کیا جاتا تہا کہ چودہری غلام قادر شاید اپنی ہٹ سے باز آجاوے مگر وہ نہایت استقلال سے ایک مضبوط چٹان پر کہڑا رہا۔ اسکی اس اخلاقی جرات نے میرے مکرم بہائی چودہری سردے خان صاحب ساکن کاٹھگڑھ کو جرات دی کہ اس نے اپنی لڑکی چودہری غلام قادر خان کو دینا اظہار کر دیا بظاہر کہا جاویگا کہ یہ معمولی بات ہے نہیں یہ بالکل غیر معمولی ہے اصل بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے راجپوتوں میں یہ ایک رسم چلی آتی ہے۔ کہ جہاں سے لڑکیاں لیتے ہیں وہاں دینا اپنی ہتک سمجہتے ہیں اور نہیں دیتے اسی طرح پر کاٹھ گڑھ والے لنگڑوعہ لڑکیاں نہیں دیتے ورنہ ناک کٹتی ہے مگر چودہری سردے خان صاحب نے فی الحقیقت اس موقعہ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا نمونہ دکہایا ہے۔ اسکی برادری اور دوسرے رشتہ دار شاید اس معاملہ میں سخت مخالفت کرینگے

سالگذشتہ

گذشتہ باتون کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے مین اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کرون تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ

گذشتہ لوگوں کے قصص بھی آئیندہ لوگون کیلئے نصیحت ہیں خداتعالیٰ کی مجید کامل اور آخری کتاب میں بعض عظیم الشان انبیاء اولوالعزم لوگوں کا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا کیوں؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یاد زندگان تاریخ کا زبردست جزو ہے۔ بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ بغرض گذری ہوئی باتوں پر بحیثیت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گذرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہوگئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہوگیا۔ مین اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہین اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سالگذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سالگذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہین میری دانست مین منحوس اور مسعود کی بحث مین پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ توان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا مین ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی مین گذارا ہے تو لامحالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جائیگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خداتعالےٰ کے منشا اور اذن کے ماتحت نہین گذارا۔ اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں اور نوع انسان کو دکھہ دینے میں گذارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھہ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہین اس سے ثابت ہُوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ وہ فی ذاتہا کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہین رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو برا مت کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے جو اس مین پیش آتے ہین۔ اس سے معلوم ہُوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم ازکم جو امر ہمارے مدنظر ہونا چاہیئے وہ یہ ہے کہ گذشتہ سال مین کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھہ ہوئے اور اس غور کے بعد

آئندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے مین سالگذشتہ پر نظر کرتا ہون میں سال گذشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہین کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو مین پہلے نمبر پر رکھتا ہون وہ

طوفان بادوباران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال میں سیلاب کا جان ستان طوفان آیا اس قسم کے طوفان ہرچند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہین۔ مگر جہاں ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب محرک ہوتے ہین۔ وہاں انکے ساتھہ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہر بین دنیادار اور اسباب پرست انسان کی آنکھہ سے دور ہوتا ہے جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہین۔ انہون نے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے کہے مگر اس مین کوئی کلام نہین۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا مگر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے بادوباران کے اس قسم کے طوفانوں اور سیلابون سے نفع اٹھایا ہان جہاں جہاں اور جس زمین مین یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہان بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھرہی قریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زایل نہ ہوا یہ ان لوگوں کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو کہدیا تھا علاوہ اس کے صوبہ مین ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر مین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سمان ہمارے سامنے پیش کرتے رہے؛

علاوہ ازین دنیا کے مختلف حصون مین قیامت خیز زلزلون نے لوگون کو بیدار کیا اور اس ملک مین بلوچستان مین ایک ہولناک زلزلہ آیا۔

جس سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم الطلاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تھی مگر تھوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے **تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد** والی پیشگوئی بھی پورے زور کیسا تھ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایسے موقعوں پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چھپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصاً وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بھی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چھپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹھی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کیئے گئے تھے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تھا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اشنا دل پہلو میں رکھنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکھتے تھے۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تمسخر بازیاں دوسری طرف جو کہتے تھے کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس ابتلا در یہ خاک بدہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ مگر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بھی بڑھ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں درج ہے۔ کہ **خوف کو امن سے بدل دیں گے** اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تھا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں ہو جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بھی ایک خطرناک زمانہ تھا۔ کہ خدانخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے **اسکو امن سے بدل دیا** جیسا کہ اسکا وعدہ تھا چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چھوڑی تھی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہاتھ کے ذریعہ کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکھتا تھا اسلیئے سب نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو (جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام یقین کرتے تھے) اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلاء کیوقت کسی نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجھتے ہیں یا ترقی؟ فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑھا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل دراندازی کرتا ہے۔ پھر بھی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا مگر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتھ تمکین خلافت کا نشان بھی ہم سب کو دکھا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بھی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثے ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا وفد مسنون طریق پر بھیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر ویدمقدس اور قرآن کریم پر متعدد جگہ پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی بھی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دوستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا!

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود بہ اجازت حضرت امام چند جگہوں پر جا کر لیکچر دیئے برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بھی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکھنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمد اللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس وفد کے بھیجنے کیلیئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔

اس طرح پر میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشوروں کی قدر کرنیکی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑھی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصراً ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچھ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

شعبہ میں مدرسہ کی عمارت کے لیئے توم اینٹیں طیار کر دینے میں کامیاب ہوئی طلباء کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ایسا ہی بورڈرون کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس روز افزون ترقی نے مجلس معتمدین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ اللھم زد فزد۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخین قابل اطمینان کام کر رہی ہین۔ گرلز سکول بھی چل رہا ہے۔

میگزین کی اشاعت مین ترقی کی رفتار کے بڑہنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریدارون کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہین کر سکتی۔ مقبرہ بہشتی مین بھی آمدنی بڑھ رہی ہے۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بیعت روز افزون ترقی پر ہے۔ اگرچہ یہ ساری باتین شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری مین مگر یہ کام سالانہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور ایک نئی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی۔ وہ سالانہ جلسہ کا التوا ہے۔ اس التوا کے وجوہات اخبار مین دے گئے ہین تاہم لاہور مین جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تھا تالیفات کے صیغہ مین حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابین شائع ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق ستہ ضروریہ شائع کیا۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدھی کی اشاعت اور چند رسائل آریوں کی تردید مین شائع کئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شائع کی۔ سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شائع کرائی۔ نئی انجمنوں کے سلسلہ مین قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی۔ اسکی غرض سکھون مین اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شائع کئے۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو تحقیق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے۔

اسی طرح دہلی مین دیانند مت کھنڈن سبھا جو خصوصاً آریوں کی تردید کے لیئے قائم کیگئی ہے سال گذشتہ مین ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لیئے جاری ہوا۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد مین کام کی وسعت کا دائرہ کسطرح کھیچ رہا ہے۔

اب مین اپنی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہون۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی مین بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع مین میرا بعض اسلامی خدمات کے لیئے دلی جانا تھا جہان مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ قیام دہلی کے اثنا مین ایڈیٹر الحکم اپنے فرض و تبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کیوجہ سے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا۔ پھر اسی سفر کے دوران میں لے ریاست اجی گڈھ میں جانا پڑا جہان ایان شاہی مین اسکا لیکچر ہوا۔ اور پھر شہر کے عام مسلمانوں کو ایکدوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہان ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیاد رکھی اس سفر کیوجہ سے الحکم کی اشاعت مین بے ترتیبی واقع ہوئی۔ پھر کچھ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آ کر بھی لاہور وغیرہ کے سفروں میں امید سے زیادہ وقت اسے دینا پڑا۔

بہرحال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تھا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سد راہ ہوئیں جو شینوں کے سلسلہ کیوجہ سے پیش آ چکی ہین۔ تاہم خدا کا فضل ہے کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے۔ والحمد الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت مین خاص شکریہ کے قابل ہین۔ جنہوں نے اس کی سرپرستی کو نہین چھوڑا۔ خواہ اسکے وجوہات کچھ بھی ہوں۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ مین ارزان اخبارون کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیئے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ سال گذشتہ مین ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈکوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد واپسی بھی چھوٹے چھوٹے سفرون کے پیش آ جانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہو گیا۔ کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شائع کر سکے ۲۸ وان پارے تک ترجمۃ القرآن شائع ہو گیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ وان زیر طبع ہے۔ قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا (انشاءاللہ العزیز)

بہرحال سال گذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد مین اس پر ختم کرتا ہون کہ اب ہم نئے سال مین ہین اور نئی امیدون کے ساتھ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان روکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہین۔ دور کرنے کی توفیق پا سکین۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریدارون کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابون کی اشاعت ہے۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤن کے سایہ مین ہماری تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکین۔ (آمین)

(آمین)

شور و شر

پنجاب مین بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولیٹکل پاگلون نے پنجاب مین اپنی کرتوتون کے اظہار کے لیے جرأت کی ہے۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۹ء کی رات مسٹر سائکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکھا گیا۔ جسپر کہا جاتا ہے اخبار ہندوستان لپٹا ہوا تھا مسٹر سائکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ مین مسٹر سائکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہون اور جن شریرون نے اس قسم کی ناپاک خصلت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہین اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہے کہ ایسے محسن کش بدباطن لوگون کی تلاش اور تحقیق مین مقامی افسرون کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیون کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہون اور انہین عبرتناک سزائین ملین۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور مین مسٹر ٹانڈمین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپان کئے گئے جہان اشتہارات لگانے کی ممانعت تھی یہ اشتہارات ٹائپ کئے ہوئے تھے اور المشتہر کی جگہ لکھا ہوا تھا "انارکسٹون کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے مین اہل ملک ایسے تیرہ اندرون دشمنانِ ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کردینے کے لیے متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیئے کہ ایسے شوریدہ پشت لوگونکو سخت سے سخت سزائین دیجائین۔ اخبارات کو ان لوگون کے لیے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہیئے۔ اور انکے مقدرات کی سعادین قطعاً چھاپنی بند کردیجائین۔ جب تک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانون تک نہ پہونچے۔ اور ایک متفقہ طاقت انہیں سزا دینے کے لیے آمادہ نہ ہوجائیگی۔ یہ لوگ باز نہین آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور مین بغاوت کے مقدمات ایک خاص میجسٹریٹ کی عدالت مین چل رہے ہین ان مقدمات مین الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنیشی لال خستہ ایڈیٹر اخبار آکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک مین بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کردینے کے قابل ہیں میں ہندو لیڈرون اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہون کہ کیا وہ اس معاملہ مین اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے معترض خواہ مجھے کچھ ہی کہیں مگر اہل ملک کی بہتری اور بھلائی اسی مین ہے کہ اس قسم کی تجویزون پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریدارون پر بھی اعانت کے مقدمات دائر کئے جاوین اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی روانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہوسکتی ہین ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت مین ضروری ہے کہ ایسی شورہ پشتیونکو روکنے کے لئے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاوین۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ست سنگ کا جو شہر گجرات سے شائع ہوتا ہے داخلہ ہند براہ بحر و بر بند کردیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اس سلوک کے مستحق ہین۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۳۰ آدمیون کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہے یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ خود دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلین اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ - بھارت مترلکھتا ہے کہ کلکتہ مین یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلاوطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک مین بے اطمینانی پھیلاتی ہین۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولیٹکل امور کے متعلق تشویش افزا خبرونکی اشاعت سے جو بجائے خود بمنزلہ افواہ ہون پرہیز کرنا چاہیئے۔

گرفتاریان

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہیں ایسا ہی ۸ - جنوری ۱۹۱۰ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چوہدری رحمت اللہ خان صاحب نے بھائی پرمانند ایم - اے پروفیسر ڈی - اے ڈی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر ہرین صاحب میجسٹریٹ کارخاص کے سامنے پانچ ضامنون لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز - لالہ شنکر داس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آیندہ پیشی ۱۴ - جنوری ۱۹۱۰ء کو ہوگی۔

سرحدی خبرین

سردار عبدالخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل مین قتل کردیا اور پھر شاہ غازی عبدالقدوس کے ہان پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہوگیا ہے وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تھا۔

معتمد طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بہترین اور اصلی اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب وتوان پیدا کردی ہے۔**
کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**
اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان وشفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے**
شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے۔**

نوٹ:۔ ملاللحم **خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بہی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی بوتل صرف نصف قلعہ ؏ ر

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تہا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تہی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کرچکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا محرم استعمال ہوگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۲ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوا ایسی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر سانڈین میڈیکل مدراس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر بڈہونکے گودے یا فاسفورس کو بچا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو بانی بجلی کی لاگ سے بچاتی وچونید کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح وتندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی ہٹ کرکے آب ہوجاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود انتہا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکہتی ہے [illegible] دوا [illegible] زندہ [illegible] سے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑہانا شروع کردیتا ہے چہرے میں رونق وابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی۔ زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ ؏ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جوہر [illegible] سے مردہ اعصاب کو زندہ کردیتا ہے۔ وہ ہمارا روغن واقعہ سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معروف طاقت کو بحال کردیتا ہے اور رگے گذشتہ [illegible] پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

حضرت مغفور کے کلماتِ طیّبات

اس عنوان کے نیچے مستقل طور پر انشاء اللہ اشاعت میں کچھ نہ کچھ کلمات درج ہوتے رہیں گے وہ یا تو ایسے ہونگے جو ابتک شائع نہیں ہوئے یا آپکی تصنیفات میں سے منتخب کئے گئے ہونگے۔ (ایڈیٹر)

عزیزان بے خلوص و صدق بکشائند راہے را
مصفّا قطرہ باید تا گہر شود پیدا

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جاوے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر یک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا۔ وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائینگے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالے کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر یک نور اور اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور جیسے پان کھانیوالا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اسکو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اسکے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضا اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے۔ وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں۔ اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر یک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کیساتھ قبول کرو۔ اور جسقدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا۔ اور سرکش جہنم میں گرایا جائیگا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے۔ وہ موت سے بچ جائیگا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے۔ بلکہ تم اسلئے اسکی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو۔ کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے۔ وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے۔ اسکے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے طیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اسکے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو عزیزو!! خدا تعالےٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بنکر اسکے حکموں کے نیچے چلو نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیا دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ نمازوں میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اسکو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فا افعال اس حد تک پہنچاتا ہے۔ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جل کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اسکی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

ہارمونیم باجے! ہارمونیم باجے!!

قیمت نہایت ارزان
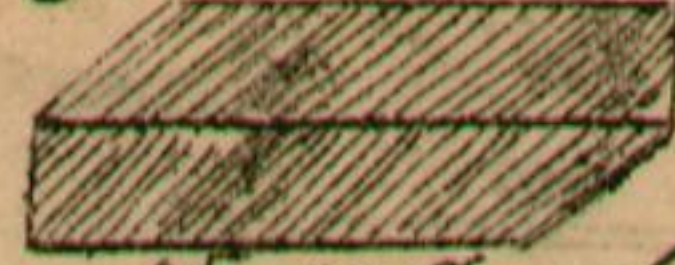
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائداری و ریلیں بن ملنے گئے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جو کہ نہایت مدت تک خراب نہ ہو شیر میں مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرطیکہ ایسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کر دیجیو اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ عہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھ دینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں ۔ دستی ۳ اسٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ روپے درجہ دوم ۱۶ سر دستی ۴ اسٹاف درجہ اول قیمت ۳۲ درجہ دوم ۲۵ ڈبل ہرولڈ ناٹ ۴ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول ۴۵ درجہ دوم ۳۹ مخصیر کل لونڈنگ ہارمونیم ۱۶ اسٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے۔ قیمت لیدارت بغیر پاؤں کے ۶۰

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

فی صدی منافع۔ آجتک سرمایہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت بر یک مندرجہ ذیل سے طلب کرو

- چراغ ہارمونیم ... ۱۲
- راہبر ہارمونیم ... ۱۲
- ہارمونیم استاد ۸ کلید ہارمونیم ۸
- طبلہ سیکھنے کی کتاب ... ۵

ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال ارتھم باجے عطریات بائیسکل سلائی و جرابوں کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنے کیلئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے یا کہ ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدمت کے صدمیں دیا ہے۔ اس نے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتا ہے اور فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے ہمیشہ اس نشان والی ایملشن کو جو اسکاٹ کے ... شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہ جانا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ

کیمسٹ لندن

کشتہ

جریان مقوی باہ تقلیل منکام دند و کمر کثرت احتلام اتی امراض ہیں یہ کشتہ از حد بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے منی کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردونگی مانند بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دلکا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا ناامیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل دق۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ دمہ ضیق، جوڑوں کا درد ہیضہ کان دانت کی بیماری۔

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تا کہ ہر ایک فائدہ اٹھا لے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر عبد الرحمن کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نور الدین قادیان

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مرلفیوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الاماں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگایئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی:۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطکاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اثر پائیے قیمت چھ ماشہ دعا

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ

بلب گڈھ ضلع دہلی

عید اضحیٰ کا خطبہ

ہر قوم میں میلوں کا دستور

ہر ایک قوم میں کچھ دستور رسمیں اور عادات ہوتے ہیں منجملہ ان کے میلے بھی ہیں جن کا متمدن اور غیر متمدن دونوں قوموں میں رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس میل و ملاقات میں خاص اور نمایاں تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ فطرتی چیز تھی مگر اس میں بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہوگیا۔

بہت سے میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہیں۔ ہنوز ہندوستان میں تجارت کے ایسے میلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ ہر ہفتے کسی نہ کسی گاؤں میں میلا ہوتا ہے اسے گزری کہتے ہیں۔ وہاں دس دس بارہ بارہ کوس کی چیزیں جمع کر لیتے ہیں۔

بعض میلوں میں جانوروں کو جمع کر لیتے ہیں۔ جسے منڈی کہتے ہیں۔ غرض ان میلوں میں تہ میں عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہیں۔

بعض تو اپنے گزارے کے لیے میلہ لگاتے ہیں۔ بعض خاص چندے یا نذرونیاز کے حصول کے لیے اور بعض بعض محض اپنی عظمت و جبروت کے اظہار کیلیے

میلوں میں اصلاح

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں جہاں بڑے بڑے احسانات ہیں ان میں میلوں کی اصلاح بھی ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اس لیے انکو ضائع نہیں کیا۔ صرف اصلاح کر دی اور وہ یوں جہاں ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علی خلق اللہ کے نیچے رکھ لیا۔ وہاں ان میلوں میں بھی یہی بات پیدا کر دی۔

عید ضحیٰ میں تعظیم لامر اللہ

مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپ نے میں اول تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لیے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں۔ صفات میں اکبر سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑھکر اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا

عید میں شفقت علی خلق اللہ

مخلوق پر شفقت کرنے کیلئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے کہ اسکو ادا کر لے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تا کہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجائیگی۔

پھر یہ ہے اس میں مساکین وغیرہ کے لیے سید الطعام یعنی گوشت کی مہمانی کی ہے۔

پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمیں ایسی عمدہ راہ دکھائی یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے تھیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے لیئے ہیں۔ اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں انکو ادا کریں مگر دنیا کے کسی میلہ کو دیکھ لو ان میں یہ حق و حکمت کی باتیں نہیں۔ جو عیدین میں ہیں۔

عید اضحیٰ کے فوائد

عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا۔ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں میں جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لیے انتظار کی تکلیف نہ دیجائے۔ وحدت کا مسئلہ بھی خوب سکھایا ہے پہلے تو ہر محلے کے لوگوں کو پانچ بار مسجد میں اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع ہو کر دعا کرنیکا ارشاد کیا پھر سال میں عیدین ہیں جن میں مومنوں کا اجتماع لازم ٹھہرایا پھر ساری دنیا کے لیے مکہ مقرر فرمایا جہاں کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان ملکر دعا کریں۔

قربانی

جو عید اضحیٰ کے دن کیجاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مد نظر وہی امر ہو جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن یناله التقویٰ منکم

قربانی کی فلاسفی

قربانی کیا ہے یہ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ ھو یطعم ولا یطعم ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ تو کھانونکا محتاج ہے۔ گوشت کے چیتھڑے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ۔ اور ادنیٰ اعلیٰ کیلیے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلے میں قربان کیجاتی ہے۔ یہ مسئلہ چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم نے سنے تھے۔ تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجاوے تاکہ کل جسم زہر کے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچانے کے لیے کی گئی۔

۲- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کے لیے قربان کر دینا پڑتا ہے گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء۔ اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳- اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتیٰ کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لیے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴- میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں

۵- اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً جو پڑھے ہیں آج عید کا دن ہے۔ گران کے سپرد بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے۔ گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶- ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں الخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے۔ کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے۔ اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہیں

مگر پھر بھی اس سے اور اسکی اولاد سے سخت کام لیتی ہیں یہانتک کہ وہ اپنے کام کے لیئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لیئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کے لیئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکہا۔ اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلےٰ کے لیئے قربان کیا جاوے۔

۸۔ محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ چنانچہ محب بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکہکر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے۔ مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دینے میں عذر نہیں انسان کو مال کی محبت ہے بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے یا رشتہ داروں کی محبت ہے اللہ کی کتابوں اللہ کے رسولوں کی محبت ہے سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں۔ اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ بات لمبی ہوگئی

الرحمٰن میں قربانی کی تعلیم

یعنی جو آیات پڑھی ہیں اس میں اللہ کا نام ہے رحمٰن کا نام ہے اور رحیم کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۱۴ دفعہ قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کلمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایکبار اللہ رحمٰن رحیم فرما کر پھر تفصیل کیطرح اللہ کیا تھا رب اور رحمٰن رحیم کیا تھا مالک بتا دیا ہے۔ جبپر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ان قربانیوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

اللہ کا لفظ معبود کے لیئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں پہلے درجہ کی محبت پہلے درجہ کا تذلل پہلے درجے کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے۔ ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا تو اب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کریگا۔ اسنے گویا خدا کی اطاعت پر دوسرے کی اطاعت کو قربان کیا۔

انسان محتاج ہے کہانے پینے کا مکان کا غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اسکی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا انتم الفقراء الی اللہ ھو الغنی حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان جو احتیاج میں ہے اسکے برابر کوئی ذلیل نہیں اسی لیئے حکم ہے لے خدا کے حضور تذلل کا پھر انسان اپنے وجود میں اپنے بقا میں دفع امراض میں رنج و راحت عسر یسیر غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے

اللہ کے لفظ میں قربانی کی تعلیم

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود حقیقی مطاع حقیقی غنی وہی ذات ہے۔ اور حقیقتاً محتاج حقیقتاً ذلیل حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جسکو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقا میں ہر آن اسکے فضل کا محتاج ہے اس فضل کے جذب کے لیئے اطاعت فرض ہے۔

اب اسکی اطاعت کی راہیں معلوم کرنے کے واسطے نبی کریم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہیں معلوم نہیں کر سکتا تو اس وراء الورا کی رضامندی کی راہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں۔ بجز اسکے کہ وہ خود ہی بتلائے چنانچہ اس نے نبوت کا سلسلہ قائم کیا جس کے لیے کارخانے ہیں اس میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیسے عام مخلوق کی محبت انبیاء کی محبت پر قربان کیجاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی محبت اللہ کی محبت پر قربان کرنی پڑتی ہے۔ تمام انبیاء نے الوہیت کے مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے مگر میں نے اکثر واعظوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لیئے وعظ نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض کا منشاء تو یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کو رلادیں بعض اسبات میں اپنا کمال سمجھتے ہیں کہ ایک روایت سے رلائیں دوسری سے ہنسا دیں۔ ابتدائی زمانہ میں ایک کتاب ہمارے پاس تھی جسکا نام تھا بحر ظرافت۔ ایک مولوی واعظ ہمارے ہاں تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتاب مجھے دیدو میں نے کہا اسے آپ کیا کرینگے۔ اس میں تو محض تمسخر ہے آپ نے کہا وعظ میں ایک کمال ہنسانے کا ہے جو اس کے ذریعہ پیدا ہو جائیگا۔ بعض وعظ کا کمال اس میں سمجھتے ہیں کہ انکے وعظ کے آخر میں کوئی شخص اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر انکے مذہب میں شامل ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو اللہ کی کتاب پڑھی جاوے اسکی حقیقت بتائی جاوے پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کیساتھ مطہر پاک ہو جاویں۔ ایک بھی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہو جاوے تو غنیمت ہے بلکہ اکسیر احمر ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو امیر ہیں بہت سے لوگ اخلاص ظاہر کرتے ہیں چندے بھی دیتے ہیں بہت سے خوشامد کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے بھاری لقب دیتے ہیں جو شاید ہماری نسل میں سے کسی کو نہ دیئے گئے ہوں۔ مگر وہ آدمی جو فرمانبرداری میں غرق اور کسی بات کی پروا نہ کرے وہ ملے تو بے نظیر و اکسیر ہے۔ فرمانبرداری بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو حکم دیا گیا ہے وہ مال دین عزت کو نقصان پہونچانیوالا تو نہیں یا قرب الٰہی سے دور کرنیوالا تو نہیں۔ ایسے شخص کے پاس بھی ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ٭ و از تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزان میباش۔

یعنے جسکی صحبت میں بیٹھکر جمعیت تامہ اور سچی طمانیت حاصل نہ ہو اور اعلیٰ اغراض کے لیئے ادنیٰ اغراض کی قربانیوں کی توفیق نہ ملے۔ تو اس کی محبت کی اجازت نہیں۔ چنانچہ کہا ہے۔ ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

ربوبیت

اسی طرح اس سے آگے ربوبیت کا درجہ ہے۔ ہم نہ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی بیان سکہایا۔ قوٰے دیئے میں اپنے قوٰے پر خود ہی حیران ہوں۔ اور میرا دل رقص میں آجاتا ہے کہ انکی مجھے

کان کیسے دیئے ہیں۔ آنکھیں کیسی عطا کی ہیں زبان کیسی دی ہے۔ دماغ کیسا دیا دل کیسا دیا ہے کہ ساری دنیا قربان ہو جاوے۔ میرے مولیٰ کی بڑائی ہو جاوے رسول اللہ سے ایسی محبت بخشی ہے۔ کہ میرے کسی گوشہ میں آپکی تعلیم آپکی اولاد آپ کی آل سے ذرا بھی بغض نہیں رہا میں نے اتنی تاریخیں پڑھی ہیں خارجی شیعہ رافضی کی مگر پھر بھی کسی صحابی سے مجھے رنج نہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے نہ کسی آل و اولاد سے رنج ہے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اسی کی ربوبیت کی شان سے ہے۔

حضرت صاحب نے ہمارے مرزا صاحب فرمانے لگے کہ ایکدفعہ میں نے چاہا جیسے اور صوفیوں نے کتابیں لکھی ہیں میں بھی لکھوں (ان میں سے بہت بڑی کتاب امام شعرانی کی ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے اسکا ترجمہ اختصاری رنگ میں اپنے مذاق کے لحاظ سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی کیا ہے) چنانچہ مینے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات مینے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا فرمایا اگر برسات کے قطروں کو گن سکتا ہو تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکیگا چنانچہ خدا نے فرمایا ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ احسانات کی ایک وحدت بھی ہے جسکی نسبت فرماتا ہے۔ کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دیدو تو بھی وحدت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسکا مینے بھی تجربہ کیا ہے ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا۔ اور مجھکو روپیہ کی محبت ہرگز نہیں میں اپنی تعریف ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے فضل کا اظہار (یہ لوگ جو بطور میرے شاگرد میرے پاس رہتے ہیں اگرچہ بعض لوگ انکو حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں اور احداث میں خلالا رکھتا ہے) ان سے پوچھ لو کہ کل میں میرا مولیٰ کیسا مشکل [illegible] میں اس معاملہ میں ہی ربوبیت کے بہت سے عجائبات دیکھ چکا ہوں۔

اسی ربوبیت کے چشمہ کا فیضان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی ہم میں آیا پھر مذہب ملا جسکی حمایت و نصرت کے لیے ہر صدی میں یقیناً امام آئے ہیں جن کی تعلیم دیکھکر ہم حیران رہجاتے ہیں۔ کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیسے قدم بہ قدم چلایا ہے۔ اماموں کے متعلق ایک مذہب ہے کہ پچاس برس کے بعد ایک امام آتا ہے۔ دوسرا مذہب ہے۔ کہ پچیس برس کے بعد وہ تعلیم رسالت پناہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ خیر یہ بھی اسی کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

غرض اس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا وجود دیکر پھر عقل و فہم و ذکا پھر اعضاء صحیحہ عطا کئے پھر ہمیں توفیق دی کہ ہم مسلمان ہوئے۔ دیکھو بڑے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی اسلام سے متنفر دیکھتے ہیں جنکو میں نے عجیب عجیب طور سے قائل کیا ہے مگر اسلام کی توفیق نہیں ملی پس توفیق بھی نعمت ہے جناب الٰہی سے۔ ہمنے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں سامان تو ہے صحت نہیں صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے مثلاً دنیوی علائق کیوجہ سے فرصت نہیں جو فرصت ہے تو پھر یہ دقت ہے کہ کتابیں پاس نہیں ہیں بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں آج نماز کا شوق چڑھ آیا ہے۔ زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے غرض سب باتیں موقوف ہیں فضل الٰہی پر جو ربوبیت کی صفت پر فیض لینے پر حاصل ہوتی ہیں۔

مختصرات

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں۔ اور یہ کئی قسم ہے۔ (۱) وقت پر نہیں پہونچتے (۲) جماعت کیساتھ نہیں پڑھتے (۳) سنن و رواتب کا خیال نہیں کرتے کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اسکا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔

زکوٰۃ:۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل میں کسل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ صلوٰۃ کیساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن مجید میں کیوں ہے دراصل تعظیم لامر اللہ کیساتھ شفقت علی خلق اللہ بھی ضروری ہے۔

اگر کسی کے پاس نئی جوتی ہے تو کیا حرج ہے کہ پرانی جوتی کسی مسکین کو دیدے یہ کہنا کہ پرانی کیچڑ کے لئے رکھ لی ہے۔ حد درجے کی سفیہانہ بات ہے اسی طرح میں نے پرانے کپڑوں بدلنے والوں کی نسبت بارہا توجہ دلائی ہے یہی حکم علم کا ہے۔ کہ اگر خدا نے تمہیں علم بخشا ہے۔ تو اسکی زکوٰۃ ہے کہ دوسروں کو پڑھاویں مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ اس زکوٰۃ میں مضایقہ کرتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے پڑھانے کی نسبت کہا اس نے بڑی جلدی اور شوق سے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ ڈیوٹیوں کا حساب آپ جانتے ہونگے۔ یہ زکوٰۃ کا طرز نہیں میرے نزدیک ہر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یہی وجہ کہ قرآن شریف میں نصاب کا ذکر نہیں امام حسن بصری سے کسی نے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا ہمارے ہاں تو زکوٰۃ یہ ہے کہ کسی کے پاس چالیس ہوں تو اکتالیس بھر دے اور علماء کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس ہوں تو ایک دے غرض ہر ایک زکوٰۃ دیتے رہنا چاہئے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق پر جس کے حصول کا گر دعا ہے۔ میرے بھائی سلطان احمد تھے۔ انہوں نے مجھکو لکھا کہ سوف سوف نہ کرو کیونکہ موت کا وقت آجاتا ہے اور کام پورے نہیں ہوتے اسلئے جب توفیق ملے اسی وقت وہ نیک کام کر دے یہ میرا اپنا صحیح تجربہ ہے۔ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کام کو دوسرے وقت پر ڈالا جاوے یحول بین المرء وقلبہ کے علماء نے یہی معنے کئے ہیں کہ جب وقت ملے اسی وقت کام کرے ورنہ روک پیدا ہو جاتی ہے۔

میں تمہیں بہت کچھ سنانا چاہتا تھا مگر مجھے بھی [illegible] اور اس میں بھی [illegible] ہوتی ہے۔ (الغرض اس قدر سے سمجھ گئے ہونگے جو مضمون الحمد للہ رب کے اسماء کی تفسیر اور اس میں قرآنی کی تعلیم پر [illegible]

بوجہ تنگی وقت و دیگر مصالح وہیں عصر بات پر رکھ دیا گیا، اس لیئے اسی مختصر بات کیساتھ کچھ اور نصائح ایزاد کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں میں تعظیم لامر اللہ ہو اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا - اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض. جو مضر وجود ہوتے ہیں وہ خود بھی سکھ نہیں پاتے دوسروں کو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں پس تم مضر نہیں بلکہ نافع الناس وجود بنو - سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے - کہ وقتوں کی حفاظت کرو دعا سے کام لو اور صحبت صلحاء اختیار کرو محبت صلحا بڑا ذریعہ محبت کا اصول یہ ہے کہ جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیہ - میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسیکو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کیساتھ محبت نہیں رہ سکتی خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے -

قربانی کے مسائل

قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہیئے یہی میری تحقیق ہے (۱) جس کے سینگ بالکل نہیں وہ جائز ہے (۲) خصی جائز ہے (۳) مادہ بھی جائز ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا موتہہ آنکھیں پیٹ پاؤں سیاہ ہوتے جو بالکل دبلا ہو وہ جائز نہیں اگر جانور موٹا ہو خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے - (۵) لنگڑا مناسب نہیں -

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنےٰ کے لیئے اعلےٰ کو قربان کرنا سیکھو - اللہ تمہیں توفیق بخشے آمین آپ نے ایک ہی خطبہ پڑھا دعا کوئی کہے تو کردیتے ہیں -

عید کے جمعہ کا خطبہ

حضرت امیر المومنین نے یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ پڑھ کر فرمایا کہ ہر جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کوئی شخص تمکو وعظ سنائے اور اتنا وقت ہو کہ نماز سے پہلے سن لو اس کے بعد نماز پڑھو نماز کے بعد تمکو اختیار ہے کہ دنیوی کاموں میں لگجاؤ میں اس کے حکم کے مطابق تمکو نصیحت کرتا ہوں -

اللہ نے ہمکو کچھ اعضاء دیئے ہیں - اور ان اعضاء پر حکومت بخشی ہے - اور پھر انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا چونکہ خدا مالک ہے - اسلیئے انسان کو بھی مالک بنایا - اور اسکو بہت بڑا ملک دیا جس میں سے دو چار نوکروں کا میں ذکر کرتا ہوں -

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم سب کے سب بادشاہ ہو اور تم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا - (۲) الامام راع وھو مسئول عن رعیتہ امام بھی راعی ہوتا ہے اور اس سے رعایا کی نسبت سوال ہوگا (۳) عورت کے بارے میں بھی فرمایا کہ علےٰ بیت زوجھا راع میں ان بادشاہوں کا ذکر نہیں کرتا جو ملکوں پر بادشاہی کرتے ہیں - بلکہ اسکا ذکر کرتا ہوں جو تم سب کے سب اپنے اعضا پر حکمران ہو ان میں سے بڑی چیز دل ہے جس کے کچھ فرائض ہیں کچھ محرمات کچھ مکروہات کچھ مباحات دل کے فرائض بتاتا ہوں (۱) اسکا عظیم الشان فرض ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے جب تک دل اس فرض کو ادا کرنیوالا نہ ہو ہلاکت میں ہے - یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جحدوا بہا و استیقنتہا انفسھم سے پتہ لگتا ہے - کہ دل یقین کر چکے ہیں - پس اس یقین کیساتھ عملی رنگ بھی ضروری ہے - (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول یقین کرنا جب اللہ معبود ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول - تو اللہ کے بالمقابل اب کسی کا حکم نہیں اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل اب کوئی اطاعت نہیں - یہ ایمانیات سے ہے -

دل کے محرمات میں سے ہے - (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر و نخوت (۳) بغض و حسد (۴) ریا و سمعۃ (۵) نفاق کرنا شرک کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے - کہ معاف نہ کرونگا اور کبر وہ فعل ہے - جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے - اور ریا کہتے ہیں اس عمل کو جو دکھاوے کیلئے کیا جاوے اور نفاق یہ ہے کہ دل نہ مانے اور اوپر سے اقرار کرے اسکے کچھ اور شعبے بھی ہیں - جب بات کرے جھوٹ بولے - (۲) امانت میں خیانت کرے معاہدہ میں غداری کرے (۴) سخت فحش گالیاں دے

دل کے فرائض سے پیچھے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے - کسی کی صحت خطرے میں ہے - کسی کی عزت کسی کی مالی حالت کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں کسی کو اولاد کی تعلیم میں ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ بھولے -

ایک شخص دہلی میں ہیں جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہیں - انہوں نے ایک کتاب الحقوق و الفرائض لکھی ہے - میں نے اسے بہت پسند کیا ہے حق بات کسی کے منہ سے نکلے مجھے بہت پیاری لگتی ہے - دوست کے منہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہیئے - حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے مستحب کام ہے مصائب میں اللہ پر ایسا بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچھ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے نیچے جو حکمتیں رحمتیں فضل ہیں ان تک انا للہ کے ذریعے پہونچے ایکدفعہ میں جوانی میں الحمد پڑھنے لگا ان دونوں مجھ پر سخت ابتلا تھا - اسلیئے مجھے پڑھنے میں تامل ہوا - کیونکہ میرا دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تھا - تو یہ ایک قسم کا نفاق تھا - اللہ نے میری دستگیری کی اور معاً مجھے خیال آیا - کہ جو انا للہ وانا الیہ راجعون اور اللھم اجرنی فی مصیبتی پڑھتا ہے - ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہیں

انسان پر جو مصیبت آتی ہے - کبھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے - اسلیئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مواخذہ نہ ہوگا - دوم ممکن تھا اس سے بڑھکر مصیبت میں گرفتار ہوتا سوم مالی نقصان کی بجائے ممکن تھا جانی نقصان ہوتا جو ناقابل برداشت ہے چہارم - یہ بھی شکر کا مقام ہے - کہ خود زندہ ہے کیونکہ خود زندہ نہیں تو پھر تمام مال و اسباب وغیرہ کا فکر لغو ہے -

یہ سب مضمون جب میرے ذہن میں آیا تو بڑے ذوق سے

الحمد للہ پڑھنا۔ قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ مومن کو خوف وحزن ہوتا ہے وہ تو لا یخاف ولا یحزن ہوتا ہے۔

زبان کا سب سے بھاری فرض ہے (۱) کلمہ توحید پڑھنا۔ نماز میں الحمد بھی فرض ہے۔ (۲) تو گویا اتنا قرآن پڑھنا بھی فرض ہوا (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ایک رکن ہے اس کے محرمات میں غیبت تحقیر جھوٹ افترا اس زبان کے ذریعے عام تلاوت احادیث کرے اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ و رسول کی کتابوں میں ہیں پڑھکر یا بتا کر ان کی تہ تک پہونچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں پسندیدہ باتیں اپنی عام باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتے ہیں۔

کان کے فرائض لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر اگر ہم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔ سماع کے متعلق صوفیا میں بحث ہے۔ میرے نزدیک سماع قرآن و حدیث ضروری ہے مگر ایک شیطانی سماع ہے کہ راگنی کی باریکیوں پر اطلاع ہو یہ ناجائز ہے۔

ناک کے فرائض ہمیں حکم ہے کہ جس پانی کی بو خراب ہو اس سے وضو نہ کریں۔ اس واسطے پانی کا سونگھنا اس وقت فرض ہو گیا۔ خصوصاً جب نجاست کا احتمال ہو۔

عید کے دن عطر لگانا مستحبات میں داخل ہے اور اجنبی عورت کے کپڑوں اور بالوں کی خوشبو کا سونگھنا حرام ہے۔ اسی طرح آنکھ اور دوسرے اعضا کے فرائض ہیں۔

خطبہ ثانی

اذکروا اللہ یذکرکم زبان کے فرائض میں سے شکر بھی ہے۔ ناشکری کا مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے کسی کو نعمت دیتا ہے تو وہ حقارت کرتا ہے اس سے نعمت بڑھتی نہیں اگر انسان شکر کرے تو نعمت بڑھتی ہے۔

مال کی حرص بھی بہت بڑھ گئی ہے جسکی وجہ پانچ تنخواہ ہے۔ وہ چاہتا ہے دس ہو جائے۔ اور جسکی سو ہے۔ وہ دو سو کے لئے تڑپ رہا ہے۔ طالبعلموں میں بھی یہ مرض ہے اگر کوئی ان میں سے پاس ہو گیا تو پوچھنے پر شکر نہیں کریگا بلکہ یہی کہیگا خاک پاس ہوئے ہیں ہم تو چاہتے تھے ڈویژن میں نکلتے وظیفہ لیتے۔

کسل و کاہل بھی ایک گندی صفت ہے جو مسلمانوں میں بڑھ رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے۔ جس کو تشہد میں بعض ائمہ نے فرض لکھا ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل عجز کہتے ہیں اسباب کو مہیا نہ کرنا اور کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا رسول اللہ کی جماعت تھی کہ ان میں سے کئی لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اس میں کو چندے دیتے اور رات کو قرآن شریف یاد کرتے

معاملہ کی صفائی بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ روپیہ کسی کے قبضہ میں آجاوے تو اسکا دل نہیں چاہتا کہ واپس دوں تم میں یہ بری باتیں نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے آمین۔

ایک غلطی کی تردید

معزز ہمعصر بدر میں نکتہ چینی کے عنوان سے برادرم اکمل نے ایک تحریر شائع کی تھی اس میں انہوں نے ایک مقام پر حضرت خلیفۃ کو صدر انجمن کا پریسیڈنٹ ظاہر کیا اس کے متعلق قاضی اکمل صاحب نے جو تردید بدر کی تازہ اشاعت میں شائع کی ہے۔ میں اسکا شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں یہ بالکل درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جبکہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام سے بیعت کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی کو ہم میں حضرت مغفور کے وصال پر مقرر فرمایا تو فی الواقع وہ خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور ایمان کامل ہی نہیں سکتا جب تک ہمارے تمام نزاعوں اور جھگڑوں میں اسی کا فیصلہ بالکل شرح صدر سے تسلیم نہ کیا جاوے جس طرح پر حضرت مسیح موعود مغفور کے متعلق ہمارا ایمان تھا مختصر یہ کہ نور الدین اس وقت تمام قوم کا مطاع امام اور برگزیدہ خلیفہ ہے جو ایک ہی منصب ہے اور جس کا عزل و نصب کسی کے ہاتھ میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور جو اپنے ہاتھ پر توبہ کرنیوالی قوم کے لئے امیر ہے۔ پریسیڈنٹ جمہوریت کا آنی اور وقتی آفیسر ہوتا ہے جو صرف اختلاف کے وقت دو راؤں کا مالک ہوتا ہے۔ پس اس منصب پر متمکن خلیفہ کے لئے یہ پریسیڈنٹ کا لفظ اپنے اندر ایک عیب رکھتا ہے۔ برادرم اکمل نے اسکی تردید حسب ذیل کی ہے جو میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں۔

۳۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کے بدر میں میرا ایک مضمون بعنوان نکتہ چینی چھپا ہے اس میں یہ بات کہ صدر انجمن احمدیہ میں امیر المومنین بحیثیت پریزیڈنٹ شامل ہیں۔ میں نے بے خبری میں غلطی سے لکھدی ہے کہ آپ امام کی زندگی میں تو پریزیڈنٹ تھے۔ مگر جب سے خلیفۃ المسیح ہوئے ہیں پھر پریزیڈنٹ نہیں۔

ہاں آپ جیسا کہ میں نے اس مضمون میں بھی لکھا ہے۔ تمام قوم کے مسلم امیر ہیں اور صدر انجمن ہو یا کوئی اور انجمن یا کوئی اور انجمن یا گروہ احمدیہ ان کی کثرت رائے کے فیصلہ پر آپ ایسے ہی حاکم و مختار ہیں اور ہمارے مطاع جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اسی لیے میں نے لکھا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے خلاف اگر کوئی امر ہو تو اسے حضرت امیر المومنین کے حضور پیش کر دیا جاوے ان کا فیصلہ آخری سمجھا جاوے نظام وحدت کے قیام کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ ہماری رائے اور ہمارے ارادے اور ہماری تجاویز ہمارے فیصلے ایک امیر و امام کے ماتحت ہوں یہی میرا اور ہر احمدی کا ایمان ہو کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اندر اور آریہ سماج

جنوری سنہ کے رسالہ اندر میں آریہ سماج کی نازک حالت پر دوسرا آرٹیکل شایع کیا گیا ہے۔ اس میں نو آریہ دہرمپال نے بتایا ہے کہ آریہ سماج میں جو لٹھ بازی ہو رہی ہے وہ اصولی نہیں بلکہ اس میں سب بے اصول ہیں ہے۔ اور آریہ سماج میں بت پرستی ہو رہی ہے۔ اور اس بت پرستی سے مراد مردم پرستی ہے وہ کہتا ہے کہ اسوقت آریہ سماج میں جا بجا بت گڑے ہوئے بڑے ہیں۔ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا کسی کی پرستش زیادہ ہوتی ہے کسی کی کم ان بت پرستوں کا خدا صرف نام دام شہرت اور عزت ہے۔ دہرمپال بتاتا ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب یعنے آریوں کی صدر انجمن کے عہدون کا حصول اسوقت آریہ سماج کا خدا بن رہا ہے۔ اور آریہ سماج کے جھگڑون کی جڑ مردم کشی ہے یعنے جو قادر اور ہونہار نوجوان قوم مین پیدا ہوتے ہین عہدوں کے حریص انہیں ابھرنے نہیں دیتے اور انکی قابلیتوں کو اپنی طاقت سے دبانا چاہتے ہین۔ اور سالانہ انتخاب کیوقت دیانتداری کو چھوڑ کر مکاری سے کام لیا جاتا ہے یہ آریہ سماج کی اندرونی حالت ہے جسکو دہرمپال نے ظاہر کیا ہے فی الحقیقت کسی سوسائٹی مین عہدوں کی خواہش ہی ایک ایسی چیز ہے جو ان کو صدق اور اخلاص کے مقام سے دور لیجاتی ہے۔ اور یہ باتیں پیدا نہیں ہو سکتیں ہیں جبتک ایک زبردست قدسی قوت کا انسان موجود نہو ایسی حالت میں آریہ سماج کو مذہبی سوسائٹی کہنا اگر صریح غلطی نہیں تو کیا ہے۔

شانتی پرکاش اور ویدک پالٹیکس

گجرات (پنجاب) سے شانتی پرکاش ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے اسکے پہلے ہی پرچہ مین انسان اور پالٹیکس کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھکر ویدک پولٹیکس کی فضیلت کو ثابت کیا ہے ہم اگر کہیں تو اسے شکایت اور دشمنی کی سپرٹ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آریہ لوگ جو تعلیم اپنے اخبارات کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں اسکا مختصر سا نمونہ شانتی پرکاش کے پہلے ہی نمبر مین موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ "انا تو اتم ہمیشہ جوان رہو تمہارے اگنی آدی شستر (بندوق وغیرہ ہتھیار) ہمیشہ ستہرا ہیں۔ یا میری لڑیاسے دشمنوں پر فتح پانے کے لایق ہوں اور وہ مضبوط اور تعریف کے لایق ہوتے ہوئے دشٹوں کی سینا (فوج) کو روکنے کے لایق ہوں جس سے کہ تمہارا کہنڈت بل اور چکروتی راجیہ ہو کر دشٹ لوگوں کی سدا ناکامیابی رہے" اسکو پڑہکر آریہ سماج کی تعلیم اور اغراض کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

ہندوستان کی مخلصی کا اصل سبب

مدارس کے بشپ صاحب نے رسالہ انیسوین صدی اور مابعد مین ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ادنی اقوام کو عیسائی بنایا جاوے تو یہ ہندوستان کی مخلصی کے لیئے مفید ہوگا۔ بشپ صاحب کی یہ رائے خواہ کیسی ہی کمزور اور بے اثر اور بودی سمجھی جاوے مگر اسکی تہ میں پولٹیکل اہمیت ضرور ہے۔ اور اگر ادنی اقوام کو اٹھانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا تو ہندوستان مین پولٹیکل حرارت پیدا کرنے والوں نے کیون ان اقوام کی طرف توجہ کی ہے۔ وہ چھوٹی قوموں کو اٹھانا چاہتے ہیں تاکہ وہ انکے اغراض کا مفید ذریعہ ثابت ہوں بشپ صاحب کی اس رائے کی مین تائید نہیں کرتا کہ انکو عیسائی بنا دیا جاوے اسلیئے کہ موجودہ یسوعی مذہب اس قابل نہیں کہ وہ انسان کے لیے کوئی مفید تعلیم دے سکے لیکن مین اتنا ضرور کہونگا۔ کہ ادنی اقوام کی طرف پولٹیکل جماعتوں کا خیال بے معنی نہیں ہے اسپر غور کرنیکی ضرورت ہے۔

ریاست پٹیالہ کے مقدمہ پر رشی دیانند

پنڈت کرپا رام جگرانوی آریہ سماج مین درشنانند سرسوتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص گوروکل ہردوار کے بالمقابل گوروکل قائم کرنیکا بڑا شوقین ہے۔ اور کئی اخبارات اور رسالجات جاری کر بار رہا ہے۔ حال میں اسنے رشی دیانند نام اخبار راولپنڈی سے جاری کیا ہے اس امر کا ذکر کر دینا نامناسب نہیں کہ اسی درشنانند کو آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بائیکاٹ کرنیکے لیے اخبار پرکاش لاہور نے بڑی کوشش کی تہی۔ اور وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہو گیا تہا۔ رشی دیانند کی تازہ اشاعت میں پٹیالہ کے مقدمہ پر ایک لمبا آرٹیکل لکھا گیا ہے جس مین آریہ پرتی ندہی سبھا لاہور اور پراوپکارنی سبھا اجمیر کو مسٹر گرے پر استغاثہ دائر کرنیکا مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ مسٹر گرے پر آریہ سماج کی توہین کی نالش کر دے کیونکہ انہوں نے آریہ سماج کو باغی کہا ہے۔ اور اس طرح یہ وہ آریہ سماج کی پوزیشن کو صاف کرانا چاہتے ہین۔ ان کی اس تدبیر اور مشورہ پر عمل کرنا ان ذمہ وار مجلسوں کا کام ہے مجھے رائے دینے کی ضرورت نہیں مگر سوامی درشنانند نے یہ مشورہ ہی کیون نہ دیا کہ لاٹ صاحب پنجاب اور ڈپٹی کمشنران پنجاب پر نالش کر دیجاوے جنہوں نے اپنی رپورٹوں اور تقریر میں یہ ظاہر کہ جہان آریہ سماج ہے۔ وہاں شورش ہے۔ ایسی بہنگم رائے کی قدر آریہ سماجی بھی نہیں کرینگے۔

انصاف اور قانون پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ریاست پٹیالہ یا مسٹر وار برٹن یا مسٹر گرے کو آریہ سماج کیساتھ عداوت نہیں اگر آریہ سماج کا دامن پاک ہے۔ تو خدا کرے وہ بالکل پاک ثابت ہون اور اگر کسی نے جرم کیا ہے تو وہ سزا پائے ریاست کو دہمکانا اور بدنام کرنا اور مسٹر گرے کو دہمکی دینا اور ایک منذرانہ مقدمہ پر ملے زنی کرنا میں نہین سمجہتا درشنانند سرستی جی کو کس قانون نے بتایا ہے وہ سوچ سمجہکر قلم اٹھائیں۔

دیوسماجیون کا سالانہ جلسہ

دیو سماج خدا تعالیٰ کی ہستی کی منکر ہے۔ انہوں نے ڈسمبر کے آخیر مین اپنے بزرگ پیشوا کے جنم کے دن کی تقریب پر سالانہ جلسہ کیا۔ جلسہ بڑی شان و شوکت اور دہوم دہام سے ہوا اور پانچسو آدمی باہر سے آئے ۹۶ آدمی مختلف درجون مین شامل ہوئے اور بیس ہزار روپیہ چندہ نقد اور وعدون کی صورت مین ہوا۔ پانچسو آدمی کے مجمع مین بیس ہزار روپیہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر جمع ہونا ہماری جماعت کے لیئے قابل غور امر ہے۔ اگرچہ وہ سال بہر مین کئی بیس ہزار جمع کر دیتی ہے۔ مگر اسکی تعداد سینکڑون اور ہزارون سے گذر کر لاکھون تک ہے جو جماعت سینکڑون کے اندر محدود ہو اسکا ایک موقعہ پر ایسی ہمت سے کام لینا ہمارے لیئے سبق کا موجب ہو سکتا ہے۔ دیو سماج کے آرگن نے جلسہ کی رپورٹ دیتے ہوئے یہ بہی فخر بیان کیا ہے کہ باوجود کیکہ رایہ کی رعایت انہیں نہیں مل سکی اور اشارتًا ہمارے جلسہ کی بندش کر کے لکہتا ہے کہ محض اس وجہ سے ایک جماعت نے اپنا جلسہ بند کر دیا پہر بہی اسقدر آدمی جمع ہوئے اسلیئے ہمارے احباب سالانہ جلسہ پر آنے کے لیئے ابہی سے طیار ہو نگے نہ صرف اسلیئے کہ اسکا ثواب ہو بلکہ محض اسلیئے کہ ایسے موقعہ پر انکا جمع ہونا انکے لیے بہترین روحانی فوائد کا موجب ہو سکتا ہو۔

اسلامی لیکچرون کا سلسلہ

الحکم کے ناظرین آگاہ ہین کہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء کے ابتدائی دنوں میں آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے خاتمہ پر عیسائیون کی طرف سے ایک لیکچرونکا سلسلہ فورمن کرسچن کالج مین شروع کیا گیا تہا ان لیکچرون میں اسلام پر بہی حملے کئے گئے تہے انہیں ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان شائع کر دیا تہا۔ کہ ضرورتًا ان لیکچرونکا جواب دیا جائیگا اس مقصد کے لیئے ۲۹ ڈسمبر ۱۹۰۹ء سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء تک لیکچرونکا ایک سلسلہ احمدیہ بلڈنگز میں ہوتا رہا عیسائی صاحبان نے ان جلسوں مین پانچ پانچ یا دس دس منٹ کے سوال و جواب کی درخواست کی جیسا کہ انہوں نے اپنے لیکچرون مین ایک تماشا بنایا تہا مگر ان کی اس درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ یہ طریق تحقیق مذہب کا نہین اس پر عیسائی صاحبان جلسہ مین بہت ہی کم شامل ہوئے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غرض احقاق حق نہیں ورنہ انہیں چاہیئے تہا کہ ہماری باتیں سنتے اور فائدہ اٹہاتے اس موقع کیلیئے دلی سے حافظ احمد مسیح صاحب اور بریلی سے پادری جوالا سنگہ صاحب کو عیسائیون نے بلایا تہا اور ہمارے جلسے کے ساتھ ہی پہر انہوں نے لیکچرونکا سلسلہ شروع کیا جس میں خدا تعالیٰ کے محض فضل اور تائید سے خاکسار نے خاص حصہ لیا اور پادری صاحبان کو پوری ناکامی ہوئی اور انہین اپنے لیکچر بند کر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور یہ انکی دوسری کمزوری تہی۔ بہرحال اسلامی لیکچرونکا سلسلہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ یہ لیکچر متفرق مضامین پر تہو لیکچرار صاحبان کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ وہ اپنے مضمون کو پوری کامیابی سے ادا کرین بجز جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر ابطال کفارہ کے باقی تمام تقریرین ضیق وقت کی وجہ سے ناتمام رہین اس موقعہ پر مختلف مقامات سے تین سو کے قریب احمدی احباب جمع ہوگئے تہو۔ جو قوم کی بیداری اور زندگی کی دلیل ہے لاہور کی انجمن احمدیہ اپنے بہائیو نکی میزبان تہی اور اس حصہ مین مستری محمد موسیٰ صاحب نے نہایت اخلاص اور محنت سے کام لیا۔

میں کسی لیکچر کا خلاصہ یا اسے پورا درج کر لیکا نہ موقع پاتا ہون نہ ضرورت سمجہتا ہون اسلیئے کہ وہ غالبًا چہپ کر شائع ہو جائیں گے اور نہ ان پر کسی قسم کے ریمارک یا حاشیہ کی حاجت محسوس کرتا ہوں اس جلسہ مین جسقدر کامیابی ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ اور برکت ہے۔ لاہور جیسے شہر مین جہاں انہی ایام مین مادی ترقی پر جلسے اور لیکچر ہو رہے تہو یہ احمدی قوم کو فخر حاصل تہا کہ وہ روحانیت سے شاداب کر رہی تہی نہ صرف ان لیکچرون کو دیکہہ بلکہ پہلے ہی سے مین اس ضرورت کو محسوس کرتا ہون اور الحکم مین اس پر لکہہ چکا ہون کہ ایک باقاعدہ

مذہبی کانفرنس

کی بنیاد رکہنی چاہیئے۔ جسکا اجلاس سال مین ایکمرتبہ ہندوستان کے کسی مقام پر ہوا کرے اس ضرورت کو محسوس کرنیوالے دل قدم اٹہائیں اور اس تحریک کے متعلق اپنی آواز اٹہائیں بہرحال ملک مین ضرورت ہے اس امر کی کہ اسلام کی برکات اور خوبیونکا اظہار کیا جاوے۔ مین نے اپنے سفر دلی کے دوران مین اس قسم کے لیکچرونکی ضرورت کو محسوس کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین عرض کیا تہا اور آپنے ازراہ کرم میری تجویز کو شرف قبولیت عطا فرمایا اس کام کے لیئے خود ایک سو روپیہ کی رقم دینے کا نہ صرف وعدہ بلکہ اسکا ایک بڑا حصہ بہیجدیا تہا مگر دہلی سے میری واپسی پر وہ تجویز ملتوی رہی اب بہی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ حضرت کے ارشاد کے ماتحت نکلیں جو قرآن کریم کی علمی اور عملی برکات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازی کمالات کا اظہار کر سکیں اور عام مسلمانوں کے دل سے اس نفرت کو دور کرین جو غلط فہمیاں پہیلا کر ناعاقبت اندیش مخالفین نے بٹہا رکہی ہیں +

جنازہ غائب پڑہا جاوے

میرے مکرم بہائی شیخ محمد خان صاحب تاجر وزیر آبادی کی اہلیہ حالت زچگی مین فوت ہو گئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ شیخصاحب موصوف چاہتے ہین کہ احباب ان کا جنازہ غائب پڑہین